رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

بروز سوموار اور جمعرات

قیمت سالانہ پیشگی چھ روپے

نمبر ۲۱ | مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۰ء | دوشنبہ | مطابق ۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا لاہور تشریف لے گئی ہیں:۔

انجمن احمدیہ بٹالہ کے جلسہ پر جو ۱۸ - ۱۹ ستمبر کو منعقد ہوا۔ بہت سے لوگ گئے۔ خیال ہے ۔ کہ مخالفین سے مباحثہ بھی ہوگا ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایداللہ تعالٰے کے متعلق جو تازہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے ۔ کہ حضور ڈلہوزی سے ۲۰ کو روانہ ہونگے اور چونکہ روانگی پیدل ہوگی۔ اس لئے راستہ میں کئی جگہ قیام فرمائینگے ۔

نامہ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ)
(گذشتہ سے پیوستہ)

ایک طالب حق مسٹر جان کارٹر نام ایک شریف نوجوان انڈنوں احمدی مبلغین کے زیر تبلیغ ہیں۔ قرآن پاک کا ترجمہ پارہ اول اور ٹیچنگ آف اسلام مطالعہ کر چکے ہیں۔ آپ اپنی تازہ خط میں ٹیچنگ آف اسلام کے مطالعہ کے بعد لکھتے ہیں:۔

"اس کتاب کے مطالعہ نے مجھ پر بہت اثر کیا ہے۔ میں نہیں خیال کرتا کہ میں نے کبھی ایسی کوئی اور کتاب پڑھی ہو۔ اگر آپ اسلام پر اور لٹریچر مجھے بھجوائیں۔ تو میں بہت شکر گذار ہونگا"

اخویم لیڈر محمود ہمارے نئے اور پیارے بھائی جیمز ولیم محمود لیڈر ایک خط میں لکھتے ہیں۔ "دنیا خدا کے ہاتھ کی کبھی ایسی محتاج نہ تھی جیسی کہ وہ آج ہے۔ دیوار برلن کی تحریر

کبھی اتنی ضروری نہ تھی جیسی آج ہے۔ طلائی بچھڑے کی پرستش زوروں پر ہے۔ قومیں قوموں پر سبقت حاصل کرنے کیلئے یورش کر رہی ہیں۔ مسیحیت کے پیرو ناکام ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کو مجسم کرکے ایک خدا بنا لیا ہے۔ تمام روئے زمین پر اسلام کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جس طرح بجلی مشرق سے پیدا ہوتی ہے اور مغرب میں چمکتی ہے۔ اسی طرح ابن آدم کی آمد کا ظہور ہوگا۔"

"دنیا آج اخلاقی اور مذہبی تعلیم متوتر کی ہمیشہ سے زیادہ محتاج ہے خدائے واحد کی پرستش اور بنی نوع انسان پر شفقت کا احساس کم ہو رہا ہے۔ گرجوں کی مسیحیت ناکام ہو چکی ہے۔ اب وقت ہے۔ کہ اسلام اس خالی جگہ پر قابض ہو جائے۔ اور خدا کرے ۔ سیدنا احمدؑ کی دعائیں قبول ہوں۔"

ہمیں احمدؑ کا حال سناؤ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت سمجھدار تعلیم یافتہ لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے مانوس ہو رہے ہیں۔ ہمیں احمدؑ کا حال سناؤ کا آوازہ

ہر جلسہ میں کثرت کے ساتھ لگایا جاتا ہے اور کھلی ہوا کی تقریروں سے متاثر ہو کر طالبان حق کی خاص تعداد دارالدعوت میں اکر معلومات میں اضافہ کر رہی ہے۔ اور اللہ تعالے سے اُمید ہے کہ بعض لوگ جلد اعلان حق کر دیں گے ؛

مولود مسعود اخویم جے۔ پی سعید ولسن بکتہ منسٹر کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اس انگریز احمدی بچہ کا نام مسعود رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ والدین اور سلسلہ کے لئے اُسے موجب برکت بنائے۔ آمین ؛

ایک اور تحفہ مس وکٹوریا رٹن نام ایک سنجیدہ۔ مہذب تعلیم یافتہ شریف لڑکی ہے جو ہماری تقریر سنکر متاثر ہو چکی ہے اور احمدی لٹریچر کا مطالعہ کر رہی ہے اور اسے مبلغین کا خاص ادب ملحوظ ہے اپنے قلب کے جذبات کا اظہار کرنے کے لئے یہ نیک دل لڑکی کل ہمارے لیئے ایک نہایت عمدہ اعلیٰ درجہ کا کیک بنا کر لائی جس پر اپنے اظہار اخلاص کیلئے ... ہندوستانی لکھا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے۔ اخلاص کا اجر دیتا ہے۔ اور امید ہے کہ وہ اس نیک دل لڑکی کو نور اسلام سے منور کر دے گا ؛

بحرام کے وقت تو نزدیک رسید ہمیں تو ان لوگوں پر تعجب آتا ہے۔ جو کہا کرتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام تک بھی لینا ولایت میں نامناسب ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اب لوگ خود زور دیکر حضرت احمد علیہ السلام کی نسبت پوچھتے ہیں۔ باہر سے جو ہمیں لیکچروں کی دعوتیں آتی ہیں۔ ان میں بھی اکثر یہ ہوتا ہے کہ حضرت کے حالات ہمیں سنائے جائیں۔ ہماری طرف سے نہ کوئی بناوٹ نہ کوئی خاص کوشش ہوتی ہے۔ لیکچروں کی فہرست لوگوں کے سامنے پیش کی جاتی ہیں جس میں قریباً بیس لیکچروں میں سے ایک لیکچر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہوتا ہے۔ لوگ اور سامعین یہ بھی شوق سے سنتے ہیں۔ لیکن ہمارا تجربہ ہے کہ جو بھی کوئی سوسائٹی لیکچروں کے لئے ہمیں مدعو کرتی ہے ... صاحب کے متعلق ضرور لیکچر دلواتی ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ مسیحی دنیا جو مذہب کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ... ثانی کے متعلق مسلمانوں سے بھی اشد انتظار میں ہے۔ اور لوگ ... انتظار کر کر کے مایوس ہو چکے ہیں۔ اس لئے وہ لوگ جو حقیقی ... مذہب پر شیدا ہیں۔ اور اپنے اندر کچھ روحانی تڑپ ایمانی اور رکھتے ہیں اور مسیح کے وقت پر نہ آنے سے گھبراہٹ میں ہیں۔ ان کا حق ہے۔ کہ ان کو آمد ثانی کی اطلاع دی جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ اللہ تعالےٰ کی نظر میں سخت گناہ اور ان لوگوں پر سخت ظلم ہو گا۔ اسی طرح مسلمانوں کی افسردگی اور پژمردگی بھی اسی بشارت کے ذریعہ سے دور ہو سکتی ہے۔ چودھری صاحب اپنے پیرس کے تجربہ کی بنا پر بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ غمزدہ اور پژمردہ مسلمان جو پیرس میں افریقہ۔ عرب اور وسط ایشیا۔ روس کے ممالک وغیرہ سے جمع ہیں۔ اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہند میں ایک شخص پیدا کیا ہے۔ جو تمام ظاہری حالات کے خلاف اعلان کرتا ہے۔ کہ اب اسلام کے عروج کے دن قریب آ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ تو عنقریب روس اور خود انگریز لوگ بھی مسلمان ہو جائینگے۔ اور اس طرح سے مسلمان اقوام کی غم کی راتیں خوشی کے دنوں سے بدل جائینگی۔ اور اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے آنسو اپنے ہاتھ سے اس طرح پونچھ دیگا جس طرح ماں اپنے پیارے بچے کے چہرہ سے پونچھتی ہے۔ غم کی کوئی وجہ نہیں خوشی و خرمی کے دن آ گئے ہیں۔ بحرام کے وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد ؛

طالبان حق ان حالات کے علاوہ مندرجہ ذیل لوگ تفتیش حق کے لئے تشریف لائے۔ مسٹر کارٹر۔ مس نارٹمن۔ مس ہارون۔ مسٹر شا و مسز شیپرڈ۔ مس بیکر اور دو اور عورتیں جو اپنا پتہ ابھی تک نہیں دے گئیں۔ مسز ڈی سوویا۔ بعض ہندی اور مصری نوجوان۔ پرانے احمدی مسلمانوں میں سے عبداللہ بائیلے۔ برادرم شیلے سز وولی۔ اور ان کے علاوہ ایک دو پرانے مسلمان ملنے کیلئے آئے۔ جب حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات سنائے گئے۔ تو انہوں نے نہایت تعجب سے کہا کہ خواجہ صاحب نے ان باتوں کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ اس پر ان کو سمجھا دیا گیا۔ کہ ان کو چند مالی مشکلات ہیں۔ اور خاص کر یہ امر کہ اگر وہ لوگ کھلم کھلا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کریں تو ووکنگ سے نکال دیئے جائیں۔ لیکن ہمیں امید واثق ہے کہ جب ان لوگوں کو مدد کی ضرورت نہیں رہیگی۔ تو اس مصلحتی خاموشی کو ترک فرما کر احمد ثانی علیہ السلام کا پرچار کریں گے ؛ برادرم محمد یونس عبداللہ کرلیس اور مسز سعیدہ ولسن کے برادرانہ تعلق اور محبت کے بھرے خطوط آ گئے۔ احباب ان لوگوں کی زیادتی ایمان اور اصلاح کیلئے دعا کریں۔ والسلام

مسجد احمدیہ احباب کرام! مژدہ ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے "مسجد احمدیہ لنڈن" کیلئے زمین خرید لی گئی۔ اور انشاء اللہ کوشش کی جائیگی۔ کہ چھ ماہ میں مسجد تیار ہو جائے۔ خرید کردہ قطع زمین میں علاوہ سکنی مکان کے ایک ایکڑ سے کچھ زائد رقبہ میں ثمر دار درختوں کا باغ ہے جس کے اندر انشاء اللہ مسجد تعمیر ہو گی۔ اور جس بات پر لوگوں نے ایک مضحکہ کیا تھا۔ وہ اللہ کی عنایت سے حقیقت کا جامہ پہن رہی ہے۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ ؛

اخبار احمدیہ

مولوی مبارک علی صاحب کا خط مولوی مبارک علی صاحب بنگالی بی۔ اے نے جو نائیجیریا برائے تبلیغ روانہ ہو چکے ہیں۔ عدن سے ایک عزیز کو خط لکھا ہے۔ جس میں لکھتے ہیں۔ بحری سفر کی تکالیف نے طبیعت پر اثر کیا۔ لیکن اب آرام ہے۔ جہاز پر ہم دو احمدی ہیں سلسلہ تبلیغ بھی کسی قدر جاری ہے ؛

احمدیہ ہوسٹل لاہور احمدیہ ہوسٹل لاہور میں داخل ہونیوالے طلباء کی اطلاع کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ اس سال ہوسٹل اس کوٹھی میں ہو گا جس میں گذشتہ سال تھا۔ یعنی کوٹھی نمبر ۳ شاہ ابوالمعالی روڈ (نسبت روڈ) متصل دیال سنگھ کالج لاہور ؛

طلباء جو داخل ہوسٹل ہونا چاہیں وہ خاکسار کے نام اطلاع ارسال کر دیں۔ تا کہ ان کیلئے جگہ کا انتظام کر دیا جائے ؛

خاکسار سید دلاور شاہ سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل لاہور

تصحیح

گذشتہ پرچہ کے "نامہ لنڈن" کے پہلے ذیلی عنوان میں سنگساز کی غلطی سے ایک دوسری جگہ کی عبارت درج کر دی اور اس کا علم ہمیں اسوقت ہوا۔ جب کہ اخبار کا زیادہ حصہ چھپ چکا تھا۔ احباب "حضرت مسیح موعود سے وفات کے وقت خطاب" میں "رات کے وقت" کے الفاظ

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دارالامان - مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۰ء

"وکیل" کی بے جا وکالت

تحریک خلافت کے متعلق

ڈپٹی کمشنر کھیری کے واقعہ قتل پر ۹ ستمبر ۱۹۲۰ء کے الفضل میں جو مضمون لکھا گیا ہے۔ اور جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ یہ تحریک خلافت کے ثمرات میں سے ایک تلخ ثمر ہے اس کو "تحریک خلافت کو بدنام کرنے کی شرمناک کوشش" قرار دیکر "وکیل" امرتسر نے اپنے ۱۳ ستمبر ۱۹۲۰ء کے پرچہ میں دیگر بیانات کے علاوہ قاتلوں کے اپنے اقرار کے خلاف وکالت کرتے ہوئے ہم سے پوچھا ہے کہ:۔

"کل کو اگر کوئی دیوانہ کسی اور شخص کو قتل کر کے یہ بیان کرے کہ میں نے اسکو میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تحریک سے قتل کیا ہے۔ تو کیا الفضل اسی طریق استدلال سے اس کے بیان کو صحیح تسلیم کر لیگا"

اول تو واقعہ کے مقابلہ میں فرضی اور منگھڑت مثال کی کچھ حقیقت ہی نہیں ہے۔ دوسرے ہم نے صرف قاتل کے کہدینے سے استدلال نہیں کیا۔ بلکہ تحریک خلافت کو جس رنگ اور جس طریق سے چلایا جا رہا ہے۔ اور اس کی تائید میں جو تیز اور تند تقریریں کر کے عوام کے جذبات کو مشتعل کیا جا رہا ہے۔ اس کو پیش کیا ہے۔ پھر صوبہ متحدہ کے حاکم اعلیٰ کی تقریر کا حوالہ دیا ہے۔ جسمیں اس قتل کو صاف الفاظ میں تحریک خلافت کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ صوبہ کا سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ ذمہ دار حاکم اسوقت تک یہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ جب تک کہ اس کے پاس کافی ثبوت نہ ہوتا۔ پس معاصر "وکیل" کو اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر کہ ہم نے صرف قاتل کے کہدینے سے استدلال کیا ہے۔ ہمارے سامنے ایک خود ساختہ مثال نہیں پیش کرنا چاہیئے۔ ہم نے قاتل کے بیان کی تائید میں مستند شہادتوں کو دیکھ کر استدلال کیا ہے اور کسی بیان کی تصدیق جب قابل اعتبار شہادتوں کے ذریعہ ہو جائے۔ تو پھر اسے درست ہی سمجھا جاتا ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ قاتل پہلے بھی کئی جرموں میں سزا یافتہ ہے۔ یہ "دلیل" اس کے جرم کی نوعیت کو بدل نہیں سکتی۔ بلکہ جیسا کہ ہم نے لکھا تھا۔ اس کی مؤید ہے۔ کیونکہ قتل کے سے ہولناک جرم کا ارتکاب کسی ایسے شخص کا کام نہیں ہو سکتا۔ جس کی عمر شریفانہ اور پابند قانون و مذہب انسان کے طور پر بسر ہوئی ہو۔ اور پھر قتل بھی ایسے شخص کا جس سے قاتل کو ذاتی طور پر کوئی رنجش اور عداوت نہ ہو۔ حتی کہ جس سے کوئی تعلق بھی نہ ہو۔

البتہ "وکیل" کے حسب ذیل الفاظ سے ہم متفق ہیں کہ:۔

"قانون انگریزی بھی مجرم کے گذشتہ عادات و اطوار کو سامنے رکھتا اور عادی مجرموں کے سابقہ حالات کو دیکھتا ہے"

لیکن ان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسا مجرم کسی جرم کے متعلق جو بیان دے۔ اور جس کی تائید اور طریقوں سے بھی ہوتی ہو۔ اُسے "قانون انگریزی" اسلئے غلط قرار دیدیتا ہے کہ یہ "عادی مجرم" کا بیان ہے۔ بلکہ ایسے مجرم کے "گذشتہ عادات و اطوار کو سامنے" رکھ کر اور اس کے "سابقہ حالات" کو دیکھ کر بہت زیادہ سخت سزا تجویز کرتا ہے۔ اور اس طرح اس کے جرم کی نوعیت اور زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے۔

تحریک خلافت کے علم برداروں کی جس روش کو ہم نے اس قسم کے واقعات کا ذمہ وار قرار دیا ہے۔ معاصر "وکیل" نے نہ صرف اس کی تردید نہیں کی۔ بلکہ تائید کی ہے اور اس اعتراف حقیقت نے اُسے ہمارا ہمنوا بنا دیا ہے۔ اس کے لئے اسی کے طریق استدلال سے کام لیکر کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ "وکیل" الفضل کے پیچھے پیچھے چل پڑا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"ہم سنتے ہیں۔ کہ بعض اوقات لیڈران خلافت نے جوشیلی تقریریں کی ہیں۔ اور ناگفتنی باتیں بھی کہدی ہیں"

یہی تو ہم کہتے ہیں۔ اور یہی وہ "جوشیلی تقریریں" اور "ناگفتنی باتیں" ہیں۔ جو خلاف امن کارروائیوں کی ذمہ وار ہیں۔ اگر بقول "وکیل" "اسلامی ممالک کی مسلسل مصائب اور بعض دول مغرب کی پیہم چیرہ دستیوں سے برافروختہ ہو کر مقررین نے گرم گفتاری سے کام لیا ہے" اور "یہ بالکل قدرتی تھا۔" تو عوام کی طبائع کو اس قسم کی تقریروں سے مشتعل کر دینے پر سفاکانہ قتل کے واقعات کا ہونا بھی "بالکل قدرتی ہے" پس معاصر "وکیل" کو جوشیلی تقریروں اور ناگفتنی باتوں کے اعتراف کے ساتھ ہی ان کے ناگزیر نتائج کو بھی تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اور یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اشتعال انگیز تقریریں کر کے اور عوام کے جذبات کو بھڑکا کر قتل و خونریزی سے پرہیز کی تلقین اس قدر مؤثر ہو سکتی ہے۔ کہ ہر ایک کی طبیعت پر قابو پا سکے۔ گذشتہ سال کے ماہ اپریل میں خاص امرتسر میں عوام کی طرف سے جو کچھ ہوا۔ اس سے "وکیل" ناواقف نہیں ہو سکتا۔ اسوقت بھی جوشیلی تقریروں کے ساتھ قتل و خونریزی سے پرہیز کی تلقین کی جاتی تھی۔ لیکن اس کا کیا اثر ہوا۔ عوام نے بے قابو ہو کر قتل و غارت اور لوٹ مار کی سی حرکات ناشائستہ کا کھلے بندوں ارتکاب کیا اور کوئی بڑے سے بڑا لیڈر بھی انکو روک نہ سکا۔ پس "وکیل" کا یہ کہنا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا کہ:۔

"عام طور پر لیڈران خلافت نے ہمیشہ جبر و تشدد اور قتل و خونریزی سے پرہیز کی تلقین کی ہے۔ بلکہ مہاتما گاندہی کے اصول ترک موالات کا مفاد ہی یہی ہے کہ خود تکلیفیں اُٹھاؤ۔ مگر کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ"

اور پھر اس صورت میں جبکہ خود "مہاتما گاندہی" اسی قتل کے متعلق اعتراف کر رہے ہیں کہ:۔

"مسٹر ولوبی کے قتل سے جو بات خاص طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ امن پسندی اور قطع تعلق کا پرچار اتنا کافی نہیں ہوا۔ کہ لوگ مذہبی دیوانوں کو بس میں رکھا جا سکے"

"وکیل" مسٹر گاندہی کے مندرجہ بالا الفاظ کو اپنے اس بیان کے ساتھ

ملاکر دیکھے کہ بعض اوقات لیڈران خلافت نے جو قبیلی تقریریں کی ہیں اور ناگفتنی باتیں بھی کہدی ہیں " اور پھر بتائے کہ "الفضل" نے جو "اجتہاد" کیا ہے۔ اس کے ماننے میں اُسے کیا عذر ہے ۞

وکیل کے نزدیک "یہ بات ہرگز قابل یقین نہیں ہے۔ کہ ایک عادی مجرم جس کو مذہب کا کوئی احساس نہیں ہے۔ ایک مذہبی مسالہ کا جیسا کہ مسالہ خلافت ہے کوئی احساس رکھ سکتا۔ اور اسکی وجہ سے ایک اتنے بڑے سنگین جرم کا مرتکب ہو سکتا"

لیکن اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ مجرم کو مذہب کا کوئی احساس نہیں ہے۔ حالانکہ اس کا بیان لکھانے کے دوران میں عدالت میں نماز ادا کرنا (جیسا کہ اخبارات میں شائع ہوا ہے) اور مسٹر گاندھی کا اس کو "مذہبی دیوانہ" کا وہی خطاب دینا جو انہوں نے مسٹر شوکت علی کو دے رکھا ہے۔ "وکیل" کے اس بیان کی تردید کرتا ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ عوام کو چھوڑ کر وہ لوگ جو لیڈران خلافت کہلاتے ہیں۔ انہیں سے کتنے ہیں۔ جو شعائر اسلام کے پابند ہیں۔ جن کی شکل و شمائل سے شان اسلام ٹپکتی ہے۔ اور جو نمازیں باقاعدہ پڑھتے ہیں۔ اگر تحریک خلافت کے لیڈروں میں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں۔ جن سے صحیح طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انہیں "مذہب کا کوئی احساس نہیں"۔ تو عوام میں سے کسی ایک کے متعلق اس احساس کی کیونکر توقع کی جا سکتی ہے۔

غالباً "وکیل" کو یہ تسلیم کرنے میں ہرگز پس و پیش نہ ہو گا کہ وہ لوگ جنہیں انکے نزدیک مسالہ خلافت کا احساس ہے۔ انمیں سے بہت ہی کم ایسے ہونگے۔ جو احکام اسلام کے پابند نظر آتے ہونگے۔ ایسی صورت میں اگر مجرم بھی ایسا ہی ہے جسکو مذہب کا کوئی احساس نہیں ہے۔ تو اسے مسالہ خلافت سے تعلق رکھنے والی تحریکوں کے متعلق بے حس نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اتنے بڑے سنگین جرم کیلئے اس کو کوئی احساس نہ تھا۔ یا کافی احساس نہ تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے فعل سے اس احساس کا ثبوت دیدیا ہے۔ جس کی وجہ سے وکیل کے نزدیک کوئی شخص "ایک اتنے بڑے سنگین جرم کا مرتکب ہو سکتا ہے" لیکن اگر باوجود اس کے وکیل اس کے احساس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ اصل وجہ قتل بتائے۔ اور ثابت کرے۔ کہ قاتل نے اگر اپنے بیان کے مطابق "جوش خلافت" کی وجہ سے یہ قتل نہیں کیا تو اور کس وجہ سے کیا ہے۔ حیرت ہے۔ وکیل نے اس طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی۔ حالانکہ جب تک وہ کوئی اور وجہ پیش کر کے اسے پایہ ثبوت تک نہ پہنچا لیتا۔ اسوقت تک اسے کوئی حق نہ تھا۔ کہ قاتل کے اپنے بیان اور دیگر شہادات کے خلاف کچھ کہنے کی جرأت کرتا۔ اب بھی ہم اُسے توجہ دلاتے ہیں کہ اگر وہ فی الواقع حق وکالت ادا کرنا چاہتا ہے تو ڈپٹی کمشنر کے قتل کی اصل وجہ کا پتہ لگا کر پیش کرے ورنہ اس کی یہ بے جا وکالت ہوگی ۞

وکیل نے اس بے جا وکالت سے اُکتا کر اور اپنے مفید مطلب قتل کی کوئی وجہ نہ پا کر آخر میں لکھ دیا ہے کہ:

"اگر بفرض محال اس بات کو مان بھی لیا جائے کہ وہ کسی مقرر کی تقریر ہی سے متاثر ہوا ہے۔ تو کیوں اس فعل کو تحریک خلافت کا تلخ ثمر قرار دیا جائے۔ کیوں اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ اسکی اپنی فطرت بد نے اپنے ظہور کیلئے ایک اشارہ تلاش کر لیا"

فرض کیا کہ اس کی فطرت بد نے اپنے ظہور کے لئے ایک اشارہ تلاش کر لیا۔ لیکن جہاں سے اُسے وہ اشارہ ملا۔ اور جس نے اس کے لئے ایسا اشارہ مہیا کیا وہ بھی تو بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ پس قاتل کی فطرت کو بد قرار دینے کے ساتھ ہی اس کو بھی قصوروار قرار دینا پڑے گا۔ جس نے اسے اپنی فطرت کے اظہار کا موقع بہم پہنچایا۔ اور یہی ہم کہتے ہیں ہمارے نزدیک قاتل بے گناہ نہیں۔ قابل درگذر نہیں لائق رحم نہیں۔ بلکہ سخت سے سخت سزا کا مستحق ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جس تحریک سے متاثر ہو کر اس نے یہ فعل شنیع کیا ہے۔ وہ بھی قابل تعریف نہیں۔ بلکہ اصل میں وہی تحریک اس قتل کی ذمہ وار ہے۔ جب اس تحریک کے محرکین اور مؤیدین جانتے ہیں۔ کہ عوام میں ایسے لوگ ہیں۔ جنہیں ان کی تقریروں سے اپنی فطرت بد کے اظہار کا اشارہ مل جاتا ہے۔ تو وہ کیوں احتیاط سے کام نہیں لیتے۔ اور کیوں اپنی تقریروں کو انہی لوگوں تک محدود نہیں رکھتے۔ جن سے کسی قسم کے خطرہ کا احتمال نہ ہو۔ تقریروں کے ذریعہ عوام کو اشتعال دلانا اور جب نتیجہ ظہور پذیر ہو۔ تو خود علیحدہ ہو کر انہیں ملزم قرار دینا حد درجہ کی بیوفائی اور بزدلی نہیں تو اور کیا ہے۔

ہمارے یہ کہنے کا کہ "خلافت ٹرکی کے متعلق جو کچھ ہونا تھا ہو چکا" یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ مسلمان ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہیں اور اس ذلت و نکبت سے نکلنے کی کوئی کوشش نہ کریں جس میں گرائے گئے ہیں۔ جیسا کہ "وکیل" نے یہ سمجھ کر لکھا ہے۔ کہ "اگر ہر واقعہ کے بعد اپنی کوششوں کو جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا" کے حوالے کر دیا جائے۔ تو سابقہ فیصلے کبھی منسوخ نہ ہو سکیں طے شدہ معاملات میں کبھی رد و بدل نہ ہو سکے۔ اور دنیا کی تمام ترقیاں رک جائیں۔ بلکہ ہمارا جو کچھ مطلب ہے۔ اسکی تشریح ہم نے ساتھ ہی کر دی ہے کہ:

"مسلمانان ہند کیوں باوجود اپنی طاقت اور قوت سے اچھی طرح آگاہ ہونے کے اپنے آپ کو خواہ مخواہ مصائب میں ڈال رہے ہیں۔ اور بدامنی کا موجب بنکر اپنی رہی سہی حیثیت کو بھی برباد کر رہے ہیں"

پس ہم نے اگر روکا ہے۔ تو اس قسم کی تحریک میں حصہ لینے سے روکا ہے جس کا نتیجہ سوائے بدامنی اور بربادی کے اور کچھ نہیں نکل سکتا۔ اور جس سے مسلمانوں کی رہی سہی حیثیت بھی مٹ جائیگی۔ نہ کہ ہر قسم کی کوشش کرنے سے روکا ہے۔ ہم نے تو خود مسلمانوں کو صحیح طور پر کوشش کرنے کا مشورہ دیا ہے اور بتایا ہے کہ اگر وہ کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ اور پیش آمدہ مشکلات سے نکلنا چاہتے ہیں۔ تو خود حقیقی مسلمان بنیں۔ اور دنیا کو مسلمان بنانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔ اس کے متعلق وکیل کو یہ تو اعتراف ہے کہ "جب تک مسلمان مسلمان نہ بن جائینگے۔ کوئی کامیابی ممکن نہیں" لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جن کو الفضل حقیقی مسلمان سمجھتا ہے۔ مسلمان کبھی ایسے مسلمان بننا پسند نہیں کرینگے ہمارے نزدیک حقیقی مسلمان کی کوئی نئی تعریف نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے۔ جو خدا اور اس کے رسول نے قرار دی ہے۔ پس مسلمانوں کو اب بھی ہم یہی کہینگے۔ کہ اگر وہ کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ تو حقیقی مسلمان بن جائیں۔

اپنے مضمون کو ختم کرتے ہوئے "وکیل" نے ہمارے متعلق لکھا ہے کہ ہم ساری دنیا کو مسلمان بنانے کی کوشش میں کیوں موجودہ مسلمانوں کو اپنے سے جدا کر رہے ہیں یا ان سے جدا ہو رہے ہیں اور کیوں ہندوستان کے مسلمانوں کی اہم ترین تحریکوں کی مخالفت کرتے ہیں لیکن انکے متعلق ہمارا جواب صاف ہے۔ ہم اپنے سے مسلمانوں کو جدا نہیں کرنا چاہتے اور نہ جدا ہو رہے ہیں بلکہ انکو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور یہ اسیصورت میں ممکن ہے کہ انکو اپنے رنگ میں رنگین کریں باقی رہا یہ کہ انکی اہم ترین تحریکوں کی کیوں مخالفت کرتے ہیں انکی وجہ یہ ہے

کہ ہمیں ان تحریکوں کا نتیجہ سوائے بربادی اور تباہی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر مسلمانوں کی طرف سے کوئی ایک بھی تحریک ایسی ہوتی۔ جس سے اسلام اور مسلمانوں کو حقیقی طور پر فلاح پہنچتا۔ تو ہم بڑی خوشی سے اس کی تائید کرتے۔ لیکن جب "وکیل" کے اپنے ہی الفاظ میں ان کی یہ حالت ہو۔ کہ "آج کل مسلمان شاذ و نادر ہی ایسے کام کرتے ہیں۔ جن کے تمام پہلوؤں پر وہ پہلے غور و خوض کر لیں"۔ تو ہم کس طرح اندھا دھند ان کی تحریکوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ پس ہم مسلمانوں کی آجکل کی تحریکوں کو کسی دشمنی اور عداوت کی وجہ سے ناپسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ نہایت نیک نیتی اور ہمدردی سے ان کے خطرناک نتائج سے بچانے کیلئے صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں۔ اور وہ طریق پیش کرتے ہیں۔ جو منزل مقصود تک لے جانے کیلئے بالکل سیدھا اور مستقیم ہے۔ اس کیلئے نہ کسی کی تعریف و توصیف کے ہم بھوکے ہیں اور نہ کسی کی ناراضی اور ناخوشی کی پروا کرتے ہیں۔ ہماری نیت اور ارادہ کو خدائے علیم و خبیر جانتا ہے۔ اور اسی سے ہم اجر کی توقع اور امید رکھتے ہیں۔ مسلمان اگر ہماری باتوں پر کان دھرینگے تو اس دنیا میں بھی فائدہ اٹھاینگے اور آخرت میں بھی خدا تعالےٰ کے انعامات کے وارث ہونگے۔ ورنہ وہ جانیں اور ان کا کام ع

مرا د ما نصیحت بود۔ کردیم

قبل اس کے کہ ہم اپنے مضمون کو ختم کریں۔ "وکیل" کو یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس قتل سے ہم نے جو نتیجہ نکالا ہے۔ وہ ایک "نامعقول اجتہاد" نہیں ہے۔ بلکہ ایسا صاف اور واضح ہے۔ کہ مسٹر گاندھی بھی اسی کی تصدیق کر رہے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے اخبار ینگ انڈیا میں لکھا ہے کہ

"اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کہ بہت سے مسلمان اس جرم کو ایک مقدس فعل اور ایک شہید کی شان کے شایاں تصور کرتے ہیں میں نے اپنے کانوں سے کئی مسلمانوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ کہ اس قسم کے قتل نہ صرف مبنی بر انصاف بلکہ قابل تعریف ہیں"۔

یہ الفاظ کھلے طور پر بتا رہے ہیں۔ کہ "الفضل" نے جو کچھ لکھا اور وکیل نے اپنی کج فہمی سے جسے "شرمناک کوشش" قرار دیا ہے اس پر بہت سے مسلمان فخر کر رہے ہیں اور اسے "ایک مقدس فعل" سمجھ رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مسٹر گاندھی نے بھی اسی جوش خلافت کا ہی اثر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

"اس (قتل) سے دوسرے درجہ پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مسئلہ خلافت کی بے انصافی کا رنج لوگوں کے دلوں میں گہرا جم چکا ہے۔ اور زمانہ کا اثر اس داغ کو مٹانے کی بجائے اسے اور زیادہ گہرا کرتا جائیگا"۔

مسٹر گاندھی کے ان الفاظ نے وکیل کے تمام تار و پود کو بکھیر دیا ہے۔ کیا اب "وکیل" مسٹر گاندھی کے ان الفاظ کو بھی "تحریک خلافت کو بدنام کرنے کی شرمناک کوشش" قرار دیگا۔ کیونکہ ان میں بھی وہی بات کہی گئی ہے۔ جو "الفضل" نے کہی تھی۔ لیکن اتنی جرأت اس میں کہاں؟ کیونکہ مسٹر گاندھی تو وہ ہوئے جو مسلمانوں کو خلافت لیکر دینگے۔ اور جن کی پیروی میں وہ اپنی کامیابی سمجھے بیٹھے ہیں۔

ہم نے مسلمانوں کے سامنے تحریک خلافت کے تلخ ثمر پیش کر کر انہیں آگاہ کیا تھا۔ کہ وہ ادھر سے ہٹ کر اپنے آپ کو حقیقی مسلمان بنانے اور اشاعت اسلام کرنے میں لگ جائیں۔ لیکن "وکیل" کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ اب غالباً وہ اس بات کو پسند کریگا۔ کہ مسٹر گاندھی نے اسی تلخ ثمر کو پیش کر کے مسلمانوں کو اپنی کامل فرمانبرداری اور اطاعت شعاری کی ضرورت جتائی ہے اور لکھا ہے۔ کہ

"یہی بات یہ ہے۔ کہ میرے قطع تعلق کے پرچار نے ہی ملک میں ایسے قتل کی بکثرت وارداتوں کو روکا ہے"

گویا اگر مسٹر گاندھی قطع تعلق کی تحریک نہ کرتے تو مسلمانوں کو اسلام اس قسم کے قتل کی وارداتوں کے ارتکاب سے نہ روک سکتا۔ اور وہ بکثرت ایسی وارداتیں کرتے۔ کیا اسی اسلام پر "وکیل" کو فخر ہے؟

ہمارے نزدیک اسلام کی یہ سخت ہتک ہے۔ جو مسلمان خود غیروں کے ہاتھوں کرا رہے ہیں۔ اور اس طرح وہ کامیابی کے قریب نہیں ہو رہے۔ بلکہ اور زیادہ دور جا رہے ہیں۔ ہم پھر انہیں مشورہ دیتے ہیں۔ اور درد دل سے کہتے ہیں۔ کہ ان کی کامیابی کا راز صرف خدا اور اس کے فرستادہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں مضمر ہے۔ نہ کہ مسٹر گاندھی یا کسی اور کی پیروی میں ✦

کرشن جی مہاراج کی شرمناک تصویر۔

ہمیں ایک دفعہ کرشن جی مہاراج کی تصویر بالکل برہنہ عورتوں کے جھگھٹے میں بنی ہوئی دیکھکر سخت رنج اور افسوس ہوا۔ جو سر بازار خوب رنگ و روغن کی ہوئی پانچ چھ پیسے کو بک رہی تھی اس میں دکھایا گیا۔ کہ عورتیں جب ننگی نہا رہی تھیں تو ان کے کپڑے کرشن جی اٹھا کر ایک درخت پر چڑھ گئے۔ عورتیں جن کی تعداد بارہ ہے ان کے سامنے برہنہ کھڑی منت سماجت کر رہی ہیں۔ اور وہ ان کی طرف منہ کئے بڑے مزے سے بانسری کی تانیں اڑا رہے ہیں۔

عورتوں کی ننگی تصویریں بنانا بجائے خود ایک شرمناک فعل ہے لیکن کرشن کے سے پاک اور مقدس انسان کی طرف انکو منسوب کر کے بنانا اور پھر اس طرح تشہیر کرنا ہمارے نزدیک نہایت ہی قابل نفرت حرکت ہے اور حیرت یہ ہے۔ کہ اس کا ارتکاب وہ لوگ کرتے ہیں۔ جو کرشن جی کو انسانی درجہ سے اٹھا کر الٰہیوری درجہ پر جا بٹھاتے ہیں۔ معلوم نہیں روشن خیال اور تعلیم یافتہ ہندوؤں نے کیونکر اس حرکت کو گوارا کیا ہوا ہے اور کیوں وہ اس قسم کی فحش تصویروں کے روکنے کا انتظام نہیں کرتے۔ جن سے ایک مقدس انسان کی زندگی پر نہایت شرمناک دھبہ لگتا ہے۔

حال میں ایک آریہ اخبار نے اس بات کو محسوس کیا ہے اور ہندوؤں کو توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"جس شخص نے بقول بھاگوت بچپن گائیوں کے چرانے میں گوال بالوں کے ساتھ کھیل کود میں گھر گھر دودھ گھی اور ماکھن کی چوری میں بتایا ہو۔ جو عنفوان شباب آتے ہی رادھا کے عشق میں رات دن اس سے ملنے کے موقعوں کی جستجو میں رہتا ہو اور جو بیچ بیچ گوالنوں سے بھی خاص ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ سے دریغ نہ کرتا ہو۔ اور جو جمنا میں ننگی نہانیوالی استریوں کو کنارے پر رکھے ہوئے کپڑوں کو اڑائے جاتا ہو اور کپڑے انہیں جب واپس دیتا ہو جب وہ ننگی مادر زاد جل (پانی) سے نکل کر اس سے کپڑوں کی واپسی کی درخواست کریں۔ جس رادھا کے عشق کے ساتھ ہی رکمنی جی سے شادی کے متعلق خفیہ نامہ و پیام میں بھی پھنسا رہا ہو۔ اور دوارکا کے راجہ ہونے پر سولہ ہزار رانیوں کو محل میں داخل کیا ہو۔ اور رات دن انہی کے ساتھ بھوگ بلاس (شہوت رانی) میں لگا رہا ہو۔ ایسا شخص کیونکر کسی عزت کا مستحق ہو سکتا ہے"۔ (آریہ پتر بریلی ۔ ۸ ستمبر)

فی الواقع جس انسان کی تصویر اس کے عقیدت کیش ایسی بھونڈی کھینچیں۔ اسے قابل عزت نہیں سمجھا جا سکتا۔ کیا ہندو صاحبان اس طرف توجہ کرینگے۔ چونکہ ہم کرشن جی کو حضرت مرزا صاحب کی تصدیق کی بنا پر ایک پاک انسان اور خدا کا نبی یقین کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اہل ہنود کے اس قسم کی روایات سے جن کو تصویروں اور تمثیلوں کے ذریعہ بیان کیا جاتا ہے۔ صدمہ پہنچتا ہے۔ پس ہم ان کے انسداد کی طرف توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

عدم تعاون کے متعلق خیالات

نیشنل کانگرس کے اجلاس خاص میں گورنمنٹ سے قطع تعلقات کا ریزولیوشن بہت ہی تبیل راؤں کی زیادتی سے پاس ہو گیا۔ لیکن اس کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے گئے۔ یا کئے جا رہے ہیں۔ وہ دلچسپی کر خالی نہیں۔ ذیل میں ہم ان میں سے کچھ درج کرتے ہیں:۔

مسز بیسنٹ نے اپنی تقریر میں کہا:۔

کیا آپ لوگ اس ریزولیوشن کو پاس کر کے پہلا کام یہ کرینگے۔ کہ اپنی کلیں اور موٹر کاریں فروخت کر دیں۔ آپ خود جانتے ہیں۔ کہ آپ نہیں کر سکتے۔ پھر یہ ریاکاری کس لئے ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کا نظام سوسائٹی سے اس قدر وابستہ ہے۔ کہ گورنمنٹ سے قطع تعلق کرنے سے ہو گی آپ سوسائٹی کو تباہ کر دینگے۔ اگر آپ اس تحریک میں کامیاب ہو گئے۔ تو نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ اگر آج آپ کے حاکم انگریز ہیں۔ تو کل کوئی اور ہو جائیگا۔‘‘

مسٹر پٹیشا نے کہا:۔

’’مہاتما گاندھی قطع تعلق کی تلقین کر رہے ہیں۔ لیکن وہ خود اتحاد پر عمل کرتے ہیں۔ وہ امن و امان قائم رکھنے میں گورنمنٹ کے ساتھ اشتراک عمل کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے نائب مولانا شوکت علی کو جو شیر تھے بھیڑ بنا دیا۔ قطع تعلقات کی پالیسی اس وقت تک کامیاب نہ ہو گی۔ اس کو بنانے کے لئے پہلے ہمیں اپنی طاقتوں کو مرتب کرنا چاہیئے۔‘‘

مولوی فضل الحق صاحب قطع تعلقات کی تجویز سے ایک خاص نتیجہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

’’اس تحریک کا عجیب سے قابل ذکر پہلو یہ ہے۔ کہ جو لوگ اس کے زبردست حامی ہیں۔ انہیں سب سے کم قربانی کرنی پڑیگی۔ سکیم کا خلاصہ کیا ہے (۱) خطابات چھوڑ دو (۲) سرکاری ملازمتیں چھوڑ دو (۳) کونسلوں کو بائیکاٹ کر دو۔ (۴) سرکاری سکول اور کالج چھوڑ دو۔ غور کیجئے ان میں سے کونسی بات ہے۔ جس کا اثر اخبار والوں پر یا ان پر جو قطع تعلق کی تحریک کے بانی اور محرک ہیں پڑ سکتا ہے۔ یا عوام کو اس سے فوراً ہی ضرر پہنچنے کا کیا احتمال ہے یہی وجہ ہے۔ کہ عوام اس تحریک کے حامی بن رہی ہیں یا لوگ سمجھتے ہیں۔ مفت کی نیک نامی اور شہرت ہے۔ اسے کیوں نہ حاصل کیا جائے شور بہت کام تھوڑا یہ اہل ہند کا قدیم خاصہ ہے۔ اور اس وقت یہی بات سب سے نمایاں پہلو رکھتی ہے۔‘‘

مسز بیسنٹ کے اخبار نے ایک کارٹون میں مسٹر گاندھی کی تصویر بنا کر اور اسے قطع تعلق کا نام دیکر حسب ذیل الفاظ میں اس کی تشریح کی ہے۔ کہ

’’خطابات چھوڑ دو۔ غرض ہر چیز چھوڑ دو۔ سوائے میرے‘‘

لالہ لاجپت رائے پریذیڈنٹ کانگرس نے کانگرس کے سیشن کو ختم کرتے ہوئے کہا:۔

’’میں مسٹر گاندھی کے مجوزہ پروگرام (قطع تعلقات) کی تائید میں نہیں ہوں۔ اور ایمانداری کے ساتھ یقین کرتا ہوں۔ کہ اسکولوں سے طلباء کا نکالنا اور وکلاء کا وکالت ترک کرنا ملک کے مفاد کے منافی ہے۔ بہر حال مسلمانوں کو اس مسئلہ میں پہل کرنی چاہیئے۔ اور وہ بلا خوف و خطر آگے بڑھیں۔ تا کہ ہندو بھی اخلاقاً ان کی شرکت پر مجبور ہوں اور ترک اتحاد عمل میں مسلمانوں کا ساتھ دیں‘‘

لالہ صاحب کے ان الفاظ سے کسی کو حیرت نہیں ہونی چاہیئے کہ جب کانگریس نے ان کی پریذیڈنٹی میں قطع تعلق کا گڑھا تیار کیا ہے۔ تو وہ کیوں صرف مسلمانوں کو اس میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ قبل ازیں اس سے بھی زیادہ صاف طور پر کہہ چکے ہیں۔ کہ جب تک ہمارے مسلمان بھائی عدم تعاون کے مسئلہ کو عمل کی کسوٹی پر پرکھ کر کوئی مثال قائم نہ کرینگے۔ ہندوؤں سے پیش قدمی کی امید رکھنا عبث ہے (ہندوستان ٹائمز) اور پھر وہ مسلمانوں کو آگے رکھنے کی وجہ بھی بتا چکے ہیں۔

"کہ اگر وہ کامیاب ہو گئے۔ تو ان کی کامیابی ہندوستان کی دیگر قوموں کے واسطے نہایت مفید ہو گی۔ اور اگر وہ ناکامیاب ہوئے۔ تو ان کا تجربہ دوسری قوموں کے واسطے نہایت مفید ہو گا‘‘

اب مسلمان غور کر لیں۔ کہ انہیں کدھر ہانکا جا رہا ہے۔ اور اس کا کیا نتیجہ ہو گا۔

حجاج سے گورنمنٹ کا حسن سلوک۔

اس عنوان سے ۱۱ ستمبر کے روزانہ پیسہ اخبار میں اس حسن سلوک کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو گورنمنٹ ہند نے حجاج سے کیا۔ اور جو یہ ہے کہ جب تین جہازی کمپنیوں نے بوجہ گرانی و قلت جہازات محکمہ محافظ حجاج بمبئی کو اطلاع دی۔ کہ وہ جدہ کے ٹکٹ سوا سو روپیہ کی جگہ دو سو روپیہ سے کم پر نہیں فروخت کر سکینگی۔ تو گورنمنٹ ہند نے ان کو اطلاع دی کہ وہ حاجیوں سے وہی معمولی رقم سوا سو روپیہ فی ٹکٹ لیں۔ اور بقیہ پچھتر روپیہ ہر حاجی کیلئے گورنمنٹ اپنی طرف سے دیگی۔ اس طرح گورنمنٹ ہند نے دس لاکھ روپیہ حاجیوں کی سہولت کیلئے خرچ کیا۔ علاوہ ازیں بخاری حاجی بخارا سے جو کئی ماہ کی مصائب برداشت کر کے براہ کابل ہندوستان میں پہنچتے ہیں۔ امسال جب ہندوستان میں آئے۔ اور مصارف کیلئے روسی نوٹ جنہیں روبل کہتے ہیں۔ لائے تو ان پر یہ مصیبت ٹوٹ پڑی۔ کہ ان کے روسی نوٹ جو پہلے ایک سو چھپن ستاون کو بکا کرتے تھے۔ اب دو روپیہ کو بھی کوئی نہیں لیتا۔ اس وقت کوئی ان کی حالت کا اندازہ نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ ان کے لئے ”نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن“ کا معاملہ تھا آخر جب گورنمنٹ کو ان کی مصائب کی اطلاع ملی۔ تو گورنمنٹ نے نہایت فیاضی سے سرکاری خرچ سے آخری جہاز نوارلی پر انہیں جدہ بھیجدیا۔ غور کا مقام ہے۔ کہ وہ لوگ جو گورنمنٹ کو ہر طرح پر بدنام کرنے میں مصروف ہیں۔ وہ ترک موالات کو جو فرض ہے۔ رکوانے کیلئے اپنی تمام طاقت صرف کرتے رہے۔ اور گورنمنٹ مسلمانوں کو ان کے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں اس قدر امداد دے رہی ہے۔ کیا گورنمنٹ پر جا و بے جا نکتہ چینی کرنے والے اس حسن سلوک پر بھی اعتراض ہی کریں گے۔ یا شکریہ ادا کرنے کی طرف متوجہ ہونگے ہمارے خیال میں جائز طور پر نکتہ چینی کرنا ضروری ہے لیکن مفید کام کے متعلق شکریہ بھی لازمی ہے۔

خطبہ جمعہ

ہر ایک احمدی مبلغ ہے

تبلیغ کے طریق

از مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

۱۰ ستمبر ۱۹۲۰ء

فاتحہ کی تلاوت کے بعد کہا

انعام الٰہی سے کام ہوتے ہیں

یہ عام طور پر میں نے بھی سنایا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح بھی سناتے رہتے ہیں۔ کہ جس طرح یہ سورۃ جامع دعا ہے۔ اسی طرح اس میں تمام قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ بھی درج ہے۔ اس میں جو دعا ہے وہ جامع ہے۔ میں اسوقت صرف ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ اھدنا الصراط المستقیم کی جو دعا سکھائی ہے اس میں ایک قید بھی لگائی ہے کہ صراط الذین انعمت علیہم ان لوگوں کی راہ جن پر انعام کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد کیا ہے۔ اس کے دو طور پر مفسرین معنے کرتے ہیں۔ میں اسوقت ان میں سے ایک بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں۔ اس کے دو فائدے ہیں۔ اول یہ کہ انسان کو اپنے کئے کی مزدوری ملتی ہے۔ مگر اس کا کام خواہ کسی پیمانے کا ہو۔ لیکن وہ محدود ہوتا ہے۔ اس کی ضرورتیں جس قدر ہوتی ہیں۔ اس کی نظر وہاں تک نہیں پہنچتی۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ کسی بچہ سے اس کا باپ پوچھے کہ تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ اور وہ اس کا جواب دے کہ مجھے چھوٹی سی گڑیا کی ضرورت ہے یا فلاں کھانے کی چیز کی ضرورت ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ جو کچھ بچہ نے طلب کیا ہے۔ اتنی ہی اس کی ضرورت نہیں وہ نہیں جانتا کہ اس کی کیا ضروریات ہیں۔ کیونکہ اس کی نظر محدود ہے۔ اسی طرح اگر خدا سے بندہ اپنے طور پر مانگتا۔ تو وہ اتنا ہی ہوتا۔ جتنا کہ ایک بچہ کے سوال کی مانند تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ اس کے لئے خدا نے فرمایا۔ کہ تم اس طرح مانگو۔ کہ ہمیں ان کے راستہ پر چلا۔ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ کیونکہ اس کی محنت کی اُجرت خواہ کچھ ہی ہو۔ اس کی ضروریات کو مکتفی نہیں ہو سکتی کفایت اگر کر سکتا ہے۔ تو خدا کا انعام ہی کر سکتا ہے۔ اس لئے دعا کی جاتی ہے کہ ہمیں مزدوری ہی نہیں۔ انعام بھی دیجئے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ بادشاہوں کے ملازم ہوتے ہیں ان کو جو تنخواہ ملتی ہے۔ اس سے وہ اپنے بڑے بڑے کام نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس قسم کی تقریبات ہوتی رہتی ہیں۔ جن پر ان کو بادشاہ کی طرف سے انعام ملتے ہیں۔ جو ان کے پشتہا پشت تک کام آتے ہیں۔ پس اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ سے بدلہ ہی نہ طلب کریں۔ بلکہ دعا کریں کہ وہ ہمیں اس طریقہ پر چلائے۔ جس پر چلنے والوں پر اس کے انعامات ہوئے ہیں ۔

انسان نمونہ کا محتاج ہے پہلی اُمتوں کا رویہ

دوسری بات اس میں یہ ہے۔ کہ انسان ایسی ہستی ہے کہ جب تک اس کے لئے نمونہ نہو۔ تب تک اس کی رفتار ٹھیک نہیں ہوتی۔ جس قدر انبیاء کی اُمتیں ہوئی ہیں۔ ان سب کو اپنے سے پہلی اُمتوں کے نقش قدم پر چلنے کے لئے کہا گیا ہے۔ قرآن کریم میں پہلی اُمتوں کے جو حالات بیان ہوئے ہیں۔ ان کے دو حصہ ہیں۔ ایک یہ کہ مخالفوں نے ان سے کیا کیا بُرے سلوک کئے۔ ان سے بائیکاٹ کیا گیا۔ ان کی جانوں کے دشمن ہو گئے۔ ان پر طرح طرح کے حملے کئے گئے۔ مگر وہ پہاڑ کی مانند اپنی حالت پر قائم رہے اور ذرہ بھر بھی انہیں جگہ سے حرکت نہ دی جا سکی۔ چنانچہ قرآن کریم میں ان کی خواہش اور دُعا نقل کی گئی ہے۔ کہ خدایا دشمنوں کے مقابلہ میں ثبت اقدامنا۔ ہمارے پاؤں مضبوط کر دے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صوفیوں کا یہ مقولہ اپنی تقریروں میں عام طور پر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ کہ استقامت کرامت سے بھی بڑی شان والی چیز ہے۔ اسی طرح ہمارا عہد ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے اس لئے یہ ہونا چاہیئے کہ خواہ کچھ بھی ہو ہم اس عہد میں قائم رہیں گے۔ گھبرائیں گے نہیں۔ بلکہ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے ۔

یہ تو دوسروں کے حملوں کا جواب ہوا۔ مگر دوسری حالت انکی یہ ہوتی ہے۔ کہ دوسروں پر حملہ کرتے ہیں۔ یعنی ان میں تبلیغ کرتے ہیں۔ پھر آخر میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر فرمایا کہ وہ آئندہ آنے والوں کے لئے نمونہ ہیں۔ پھر فرمایا کہ آخری زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز آئیگا۔ اور وہ ایک جماعت تیار کریگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو بارش کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اس کا اول اس کے آخر سے بہتر ہوگا یا آخر اول سے بہتر ہوگا۔ جس طرح بارش کے متعلق نہیں معلوم ہوتا کہ اس کا اول بہتر ہے کہ آخر۔ اسی طرح اس اُمت کے متعلق نہیں کہا جا سکتا۔ جس طرح پہلے لوگ صحابہ کیلئے نمونہ تھے۔ اسی طرح صحابہ ہمارے لئے نمونہ ہیں ۔

صحابہ کی سب سے بڑی خوبی

صحابہ کی سب سے بڑی خوبی جو بیان کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے، کنتم خیر اُمۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ۔ تم اچھے معلم الخیر ہو۔ جو لوگوں کے فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے اور بدی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ میں نے اس جگہ اُمت کے معنے معلم الخیر کئے ہیں۔ اصل میں لغت میں اس لفظ کے آٹھ معنے آتے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ معنے ہیں۔ اور یہ قرآن کریم کی لغت میں مرقوم ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے لئے بھی لفظ اُمۃ آیا ہے وہاں پر مفسرین کو بہت دقت پیش آئی ہے۔ کوئی اس کے کچھ معنی کرتا ہے۔ کوئی کچھ۔ لیکن اگر اس کے یہ معنے کئے جائیں کہ ابراہیمؑ اچھے معلم الخیر تھے تو بہت صاف ہیں اور لغت کے بھی خلاف نہیں۔ پس اس آیت میں یہ معنے ہیں کہ جو لوگ دنیا میں امر حق کی تبلیغ کے لئے آئے۔ تم ان میں سب سے اچھے معلم ہو۔ جو کہ لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کئے گئے یعنے تمہاری فطرت میں کامل ترین ایثار ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو خیر الامم بنانے والی یہی بات تھی کہ وہ اعلےٰ درجہ کے مبلغ حق اور لوگوں کو نفع پہنچانیوالے تھے۔ اور اس نفع کا اعلےٰ جزو بیان فرما دیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ صراط الذین

انعمت علیہم میں وہ بھی شامل ہیں۔ ہمیں حکم ہے کہ ہم ان کے راستہ پر چلانے کی درخواست کریں۔ اور وہ انعامات طلب کریں۔

ہماری حالت اور ہمارا فرض

میں دیکھتا ہوں کہ ہم میں ابھی اس بارے میں بہت کمی ہے یاد رکھو۔ کہ تبلیغ صرف مولویوں ہی کا کام نہیں۔ اور تم کو یاد ہے کہ صحابہ عربی مولوی نہ تھے۔ وہ امر حق جو ان کو معلوم تھا اس کو بتاتے تھے۔ جو نہیں جانتا تھا۔ اور یہ کوئی ضروری نہیں۔ کہ ہم میں سے ہر ایک بڑے بڑے لوگوں ہی کو تبلیغ کرے۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ جو جس کو تبلیغ کر سکتا ہے کرے۔ ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ تبلیغ کرے۔ تنخواہ دار مبلغوں سے کام پورا نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ تبلیغ کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ جب وہ قادیان سے مولوی بلا کر وعظ کرا دیتے ہیں۔ اور چندہ کر کے ایک جلسہ کر دیتے ہیں۔ ہمارے وقت میں تلوار کا جہاد نہیں۔ بلکہ امر حق کی تبلیغ کا جہاد ہے۔ اور تبلیغ غیروں ہی کو نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے بھائیوں کو بھی ہو سکتی ہے۔ اگر ہمارے بھائی غلطی کریں تو ان کو بتائیں۔ کہ وہ غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ صرف چندہ دینا ہی تبلیغ نہیں۔ بلکہ زبان اور قلم اور سب سے بڑھ کر عمل سے تبلیغ ہوتی ہے۔

تبلیغ کا بہترین طریق

جو لوگ بحثیں کراتے ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس قسم کی بحثوں سے چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ میں نے جہاں تک غور کیا ہے۔ دو طرح فائدہ ہوتا ہے۔ اول لوگوں سے تعلقات بڑھائے جائیں۔ اور ان کے کام آیا جائے۔ اور ان سے بحث مباحثہ نہ چھیڑا جائے۔ بلکہ ایک ایسے رنگ میں تبلیغ کی جائے۔ جس سے ان کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ ہم مخاطب ہیں۔ جب ان میں دلچسپی پیدا ہو جائے۔ تو حضرت مسیح موعود کی کتابیں ان کو دی جائیں۔ اگر ان کو کوئی شک پیدا ہو تو وہ بہت آسانی سے رفع ہو سکتا ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ اگر صحبت نہ بڑھا سکیں۔ تو اخبارات دکھائے جائیں۔ ان میں دنیوی خبریں بھی ہوتی ہیں۔ خطبات بھی ہوتے ہیں۔ اور مضامین بھی ہوتے ہیں۔ جب بار بار ان کے سامنے اخبار جائے گا۔ تو طبیعت پر بغیر کسی مدد کے اثر پڑیگا اور اس طرح ایک بے پڑھا لکھا بھی تبلیغ کر سکتا ہے۔ اور اس کا ضرور اثر ہو سکتا ہے۔

ایک وحشی کس طرح صداقت کو پا گیا

حضرت اقدس مسیح موعود کا ایک ملازم تھا۔ جس کا نام پیرا تھا۔ وہ بالکل جاہل اور وحشی سا آدمی تھا۔ اسکی ایسی حالت تھی۔ کہ وہ آدم کی نسل نہیں معلوم ہوتا تھا بلکہ کچھ اور ہی مخلوق معلوم ہوتا تھا۔ اس میں بالکل عقل نہ تھی ایک دفعہ لوگوں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ اس میں کچھ عقل فہم ہے کہ نہیں۔ چاولوں میں مٹی کا تیل ڈالکر کھلا دیا اور وہ بے تکلف کھا گیا۔ اور اس نے اسکو محسوس بھی نہ کیا اور نہ اس پر اس کا کچھ اثر ہوا۔ اسکو مجھ سے کچھ محبت تھی۔ میرے پاس بیٹھ جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے پوچھا۔ کہ بتاؤ مرزا صاحب کیسے آدمی ہیں۔ اسنے کہا کہ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ سچے بھی ہیں۔ کہنے لگا ہاں۔ میں نے کہا کہ تجھے کس طرح معلوم ہوا۔ کہ یہ سچے ہیں کہنے لگا۔ موٹی بات ہے کہ مرزے نے بھی دکان نکالی اور امام دین نے بھی نکالی۔ مرزے کی چل گئی اور امام دین کی نہ چلی۔ اس سے پتہ لگ گیا کہ مرزا سچا ہے۔ دیکھو کہ وہ وحشی آدمی تھا۔ لیکن اس کی زبان سے یہ بات نکلی۔ اور سچی بات یہ ہے کہ یہ بات نہایت صحیح ہے۔ اور ایسی ہے۔ کہ قرآن کریم نے بھی اس دلیل کو لیا ہے۔ اور یہ قرآن کی راستبازوں کے بارے میں سب سے بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے یہی بیان کیا ہے کہ راستباز اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اور جھوٹے ناکام۔ اگر بھائی عزم کریں کہ وہ تبلیغ کرینگے۔ اور ان کو کرینگے۔ جن کو کر سکتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی ضرور مدد فرمائے گا۔ یہ مت کہو۔ کہ یہ صرف مولویوں ہی کا کام ہے۔ بلکہ یہ ہر ایک احمدی کا کام ہے۔ کہ وہ تبلیغ کرے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ وہ کام کریں جو صحابہ نے کیا۔ اور وہ کریں۔ جو کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے ساتھیوں نے کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نبی کریم کی اس امید کو پورا کرے۔ جو ہمارے متعلق ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم اس کام کو کریں۔

آمین

کابل سے واپس آنیوالوں کے لئے امدادی کمیٹی

ایسے وقت میں جبکہ ترک وطن کر کے کابل جانے والوں کی دردناک اور غم افزا داستانیں پے درپے شائع ہو رہی ہیں۔ اور جبکہ ان کو بیدردی سے تباہ و برباد ہوتے دیکھ کر بھی تحریک ہجرت کے شیدائیوں پر کچھ اثر نہیں ہوا اور انہوں نے بڑے زور شور سے اس تحریک کو پہلے سے بھی زیادہ جوش کے ساتھ جاری رکھنے کا ریزولیوشن پاس کر دیا ہے۔ ضرورت تو اس بات کی تھی۔ کہ وہ لوگ جو عوام کے ساتھ سچی ہمدردی رکھتے۔ اور انکی تکالیف اور مصائب کو دیکھ کر درد مند ہوتے ہیں۔ ایسی کمیٹی بناتے۔ جس کا کام وطن ترک کرنیوالوں کو اصل حالات سے آگاہ کر کے تباہی میں گرنے سے بچانا ہوتا۔ لیکن اتنا بھی غنیمت ہے، کہ لاہور میں ایک ایسی کمیٹی بنائی گئی ہے جس کا کام واپس آنیوالوں کی امداد کرنا ہو گا۔ ہمارے خیال میں اس کمیٹی کے لئے نہایت ضروری ہے کہ نئے جانے والوں کو اگر کوئی ہوں۔ احسن اور عمدہ طریق سے روکنے کے کام کو اپنے فرائض میں داخل کرے۔ تاکہ عوام کو مشکلات اور مصائب کا پہلے کی طرح ہدف نہ بننا پڑے ورنہ اس کی کوشش کوئی زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ثابت نہ ہوگی۔

ذیل میں ہم وہ مراسلت درج کرتے ہیں جو اس کمیٹی کے سکرٹری صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ (ایڈیٹر)

اتوار ۱۲ ؍ستمبر ۱۹۲۰ء کو خاکسار کے مکان پر ایک جلسہ مسلمانان لاہور کا منعقد ہوا جسمیں ان مہاجرین کی امداد کی تدابیر سوچی گئیں۔ جو واپس آرہے ہیں۔ یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ صوبہ پنجاب سے جو مہاجرین ہجرت کر گئے تھے۔ وہ اپنی تمام جائداد و مال فروخت کر گئے تھے۔ اب چونکہ وہ واپس آ رہے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ انہیں اس جائداد کے واپس حاصل کرنے میں امداد دیجاوے۔ اس غرض سے یہ ریزولیوشن منظور ہوا۔ کہ ایک کمیٹی بنام واپس مہاجرین کمیٹی لاہور بنائی جاوے۔ جو صوبہ پنجاب کے مہاجرین کو اس کار خیر میں مدد دے۔ چنانچہ یہ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ عام اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے کہ اگر کسی مہاجر کو کمیٹی سے امداد لینی درکار ہو تو بلا تکلف امداد لے اور یہ کمیٹی ہر وقت اس امداد کے دینے کے لئے تیار ہے۔ جہاں تک ممکن ہو گا یہ کمیٹی ہر طریقہ سے پنجاب کے ہر ایک مہاجر کی جائداد واپس دلانے میں کوشش کریگی۔ لہذا مفصلہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کیجاوے۔ لاہور مسٹر بدر الدین قریشی بیرسٹر ایٹ لا لاہور سکرٹری واپس مہاجرین کمیٹی

میں نے غیر مبایعین سے کیوں قطع تعلق کیا

(سلسلہ کیلئے دیکھو اخبار الفضل مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۰ء)

(۹) میں نے سوال کیا۔ کہ وہ ٹریکٹ جس سے جماعت میں پھوٹ ڈالی گئی۔ وہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی زندگی میں لکھا تھا۔ اور آپ کی زندگی ہی میں چھپوایا تھا یہ کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت مولانا مرشدنا حاجی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول کے دستخط ٹریکٹ مذکور پر نہ کرائے گئے۔ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح اول سے محبت نہیں تھی۔ اور نہ ہی عقائد میں موافقت تھی۔

(۱۰) میں نے سوال کیا کہ النبوۃ فی الاسلام میں مولوی محمد علی صاحب کا یہ لکھنا کہ قرآن وحدیث۔ مسیح موعود اور آئمہ کے اقوال پر مقدم ہونگے۔ کس نیت سے ہے۔ یہ الفاظ تو بہت عمدہ ہیں۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کی منشاء معلوم ہونی چاہیئے آیا قرآن وحدیث کی جو تفہیم مولوی محمد علی صاحب کو ہوتی ہو اس کو مامور من اللہ کی تفہیم قرآن وحدیث پر مقدم سمجھا جائے اگر یہ ہے۔ تو حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:—

"و اذا تنازعتم فردوہ الی الامام۔ و اگر راضی نشوید۔ پس شما بربان ایمان آوردہ اید۔ نہ بدل۔ پس بترسید کہ اعمال شما حبط نشوند۔ بباعث اصرار بر نافرمانی ص ۹۸ مواہب الرحمٰن"

(۱۱) مجھے ایک محب سے جو پشاور سے جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۱۹ء پر لاہور احمدیہ بلڈنگس میں آئے تھے۔ معلوم ہوا کہ ہم لاہور سے تعلق رکھنے والے کبھی کے غیر احمدیوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوگئے ہوتے مگر ابھی بعض لوگ ہم میں کمزور ہیں۔ جو ہمارے اس فعل کو دیکھ کر ہم سے علیحدہ ہو جائینگے۔ اس واسطے ابھی تک کھلے طور پر ہم غیر احمدیوں سے نماز میں شریک نہیں ہوسکتے۔ لیکن بعض ہم میں سے غیر احمدیوں کے پیچھے اب بھی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

(۱۲) میں نے پوچھا اس کے کیا معنے۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:—

"اور مسیح موعود کے متعلق کسی حدیث میں یہ لفظ نہیں۔ کہ جب وہ ظاہر ہوں۔ تو ان پر ایمان لاؤ۔ کہ وہ اپنے وقت کے نبی ہیں" النبوۃ فی الاسلام حاشیہ ص ۵۶

کیا سلسلہ موسوی بنی اسرائیل کے انبیاء جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہوگئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی نسبت توریت میں یا ان کی کتب احادیث میں لکھا تھا۔ کہ فلاں نبی ظاہر ہوگا۔ اس کی نبوت پر ایمان لانا کہ وہ اپنے وقت کا نبی ہے۔

دوئم اگر حضرت مسیح موعودؑ نبی نہ تھے۔ تو غیر احمدیوں نے دعوٰی مسیح موعود سنتے ہی حضرت اقدس مرزا صاحب پر فتوٰی کفر کیوں لگایا تھا۔ اور ایک گروہ آئمہ سلف صالحین کے نزدیک تو مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہے۔ امام نودی شرح مسلم ص ۴۰۳ جلد ثانی

(۱۳) میں نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے۔

"نبی اپنی وحی کی پیروی کرتا ہے۔ امتی اپنے نبی متبوع کی وحی کی x x x x اور جس کی پیروی سے اگر وہ امتی ناقص ایک دم کیلئے بھی جدا ہو جائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے" النبوۃ فی الاسلام ص ۱۵۹ لغایت ۱۶۰

کیا سلسلہ موسوی بنی اسرائیل کے غیر تشریعی انبیاء کی نسبت ایسا ہی حکم نہیں۔ حالانکہ وہ براہ راست تھے۔ توریت استثنا باب ۱۳ آیت ایک سے پانچ تک کے متعلق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:—

"اس پیشگوئی کی تشریح یہ ہے۔ کہ جس نبی نے تمہیں خدا کی پیروی سے پھیرنا چاہا اور دوسرے خیالات کا پیرو کرنا چاہا۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔ وہ ہلاک کیا جائیگا۔ یاد رہے۔ کہ توریت کی اس پیشگوئی میں یہ لفظ نہیں کہ وہ جھوٹا نبی تب قتل کیا جائیگا جب یہ تعلیم دے کہ غیر معبودوں کو سجدہ کرو یا ان کی بندگی کرو۔ بلکہ یہ لفظ ہیں۔ کہ غیر کی پیروی کرانا چاہے۔ یعنی توریت کی تعلیم کے مخالف دوسرے خیالات پر چلانا چاہے۔ جو کسی اور کے خیالات ہیں نہ خدا کے تب خدا اس کو ہلاک کرے گا کیونکہ خدا کے منشاء کے مخالف وہ تعلیم دیتا ہے"

اربعین ۲ ص ۸

(۱۴) وہ خلافت جس کو چھ سال پیشتر حضرت مولانا مرشدنا حاجی نورالدین صاحب مرحوم کی وفات پر خلاف وصیت حضرت مسیح موعود بتلایا گیا تھا۔ آج احباب لاہور مولوی محمد علی صاحب کی ذات کیلئے تسلیم کرتے ہیں اور ہم کو حضرت مولانا مرشدنا حاجی نورالدین صاحب مرحوم کی وفات پر خلافت کو بحق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ خلاف الوصیۃ کا سبق دیا گیا تھا حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف الوصیۃ اور پیغام صلح میں جانشین۔ پیشرو سلسلہ کے الفاظ موجود ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عرصہ چھ سال سے مولوی محمد علی صاحب ہی پریذیڈنٹ ہیں اور برائے نام سال بسال پریذیڈنٹ کا انتخاب ہوتا ہے۔

(۱۵) ایک اہل کتاب یہود نے حضرت عیسٰی اسرائیلی کو زمرہ انبیاء سے قتل کیا۔ اور مقتول نبی کے ماننے والوں نے نبی کا قتل مان کر قتل نبی کو ذریعہ نجات کا ٹھیرایا یہ کون تھے نصارٰی تھے۔

دوسرے اہل کتاب مسلمانوں نے بھی حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کو انبیاء سے قتل کیا اور ایک گروہ غیر مبائعین قالوا امنا کہنے والوں نے نبی کا قتل مان کر قتل نبی ذریعہ نجات ٹھیرایا۔ اور کہتے ہیں کہ نجات اسی میں ہے۔ کہ نبی نیا ہو یا پرانا اس کی آمد کی نسبت انکار کا عقیدہ رکھا جائے۔ اس میں وہ ترقی اسلام دیکھتے ہیں۔

ایک مغضوب گروہ تو وہ ہوتا ہے۔ جو خدا کے فرستادوں کا سرے سے ہی انکار کر دیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو سواءٌ علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرھم کے مصداق ہو جاتے ہیں۔ اور ایک مغضوب گروہ وہ ہے جو منہ سے کہتا ہے۔ اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وماھم بمؤمنین یہ وہ لوگ ہیں جو الذین اشتروا الضلالۃ بالھدٰی کے مصداق ہوتے ہیں۔

مصنف تفسیر مظہری لکھتے ہیں۔ المغضوب علیہم ولا الضالین ایسے دو عام لفظ ہیں۔ جن کے تحت میں تمام کفار اور خدا کے نافرمان اور بدعتی سب لوگ داخل ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے اس شخص کے حق میں جو کسی نفس محترم کو عمداً قتل کردے غضب اللہ فرمایا ہے۔ اور کفار و بدعتیوں کے بارے میں ارشاد ہوا۔ فماذا بعد الحق الا الضلال اور الذین ضل سعیہم فی الحیٰوۃ الدنیا اہل علم غور کریں۔ والسلام (باقی دارد)

خادم حکیم محمد سیف الدین احمدی سابق سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فیروزپور شہر

فارسی اشعار حضرت مسیح موعودؑ

مَیں نے خدا کے فضل وکرم سے درثمین فارسی کو ترتیب دیکر مکمل کر لیا ہے۔ مگر چند اشعار کا پتہ نہیں ملا کہ کس کتاب یا اشتہار وغیرہ کے ہیں۔ چونکہ میں چاہتا ہوں کہ یہ بھی اسی ترتیب سے لکھے جاویں۔ اس لئے دوست تکلیف فرما کر ان کے حوالوں سے مطلع فرماویں۔ اشعار یہ ہیں:-

ہر آں کارے کہ گردد از دعائے مو جانانے
نہ شمشیرے کند آں کار نے بازوئے یارانے

عجب دارد اثر دستے کہ دست عاشقے باشد
بگرداند جہانے را ز بہر کار گریانے

اگر جنید لبے مردے ز بہر آں کہ سرگرداں
خدا از آسماں پیدا کند ہر نوع سامانے

ز کار افتادہ را بر کار مے آرد خدا ازرہ
ہمیں باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے

مگر باید کہ باشد طالب او صابر و صادق
نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل وجانے

بر مقام فلک شدہ یارب ٭ گر امیدے دہم مدار عجب

چو در منزل ما چو بار بار آئی ٭ خدا ابر رحمت ببارید یانے

ہر چہ باید نو عروسی را ہماں ساماں کنم
وآنچہ مطلوب شما باشد عطائے آں کنم

کرمہائے تو مارا کرد گستاخ

اگر کسی دوست کو درد اکہ حسن و صورت فرقاں عیاں کند۔ والی نظم کی تاریخ معلوم ہو اس سے بھی مطلع کریں۔ اور بعض دوستوں کو اگر ایسے اشعار فارسی مسیح موعود معلوم ہوں جو ابھی درثمینوں میں طبع ہونے سے رہ گئے ہوں چاہیے کہ انکو لکھ کر میرے پاس بھیجدویں تاکہ نئی درثمین فارسی چھپنے والی میں درج کرائے جاویں۔ لیکن ایسے اشعاروں کے حوالے جہاں اصل لکھے ہوئے ہوں وہ تاریخ و نام کتاب اطلاع دیں۔ والسلام

خاکسار محمد یامین تاجر کتب قادیان

ہندوستان کی خبریں

آنریبل مسٹر پٹیل کا استعفیٰ مسٹر پٹیل نے وائسرائے کی قانونی کونسل سے عدم تعاون کی تحریک پر استعفیٰ دے دیا ہے ۔

مسٹر ظفر علی جیل میں مسٹر ظفر علی ۵ استمبر الہ آباد سے لاہور ہوتے ہوئے مری جا رہے تھے ۔ کہ لاہور سٹیشن پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے قانون تحفظ ہند کے ماتحت گرفتار کر کے سنٹرل جیل میں پہنچا دیا ۔ معلوم ہوا ہے کہ تقریر کا مقدمہ ...

برازیل کے لئے گائے بھینسوں کی خریداری برازیل کے بیوپاری بمبئی میں معقول قیمت پر دیگر عمدہ گائے اور بھینسیں خرید رہے ہیں ۔ انہوں نے دو لاکھ روپیہ پر برازیل کیلئے ایک جہاز کرایہ پر لیا ہے ۔

ضلع ہزارہ فوجی انتظام میں مانسہرہ اور ایبٹ آباد وغیرہ کے علاقوں میں اب تک فوجی انتظام ہے ۔ خلافت کمیٹی کے دفتر کی کل اشیاء ضبط کر لی گئی ہیں

مسلم لیگ اور عدم تعاون معلوم ہوا ہے ۔ کہ مسلم لیگ کے جس اجلاس میں عدم تعاون کا ریزولیوشن پاس کیا گیا ۔ اس میں مسٹر جناح پریذیڈنٹ مسلم لیگ نے شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا ۔

حیدر آباد میں تعلیم قرآن لازمی کر دی گئی حضور نظام نے اس امر کی منظوری صادر کر دی ہے ۔ کہ ریاستی مدارس میں قرآن مجید کی تعلیم مسلمان طلباء کیلئے لازمی کر دی جائے ۔

مسٹر گاندھی کی کھودی ہوئی قبر بمبئی ۱۶ ستمبر مسٹر پیٹٹ نے جو کہ مسٹر تلک کی قائم کردہ کانگریس ڈیموکریٹک پارٹی کے صدر ہیں ۔ ایک اخبار نویس سے ملاقات کے دوران میں عدم تعاون کے متعلق نہایت تلخی کیساتھ یہ رائے ظاہر کی ہے ۔ کہ مسٹر گاندھی نے کانگریس کو زخمی کر دیا ہے اور ایک قبر کھود دی ہے جس میں یا تو مسٹر گاندھی کو یا کانگریس کو دفن ہونا پڑیگا ۔

کشمیر میں چندہ خلافت بند حکام ریاست کشمیر نے ۱۶ ستمبر سے کارکنان خلافت کو چندہ جمع کرنے سے روک دیا ہے ۔

مسٹر ولوبی کے قاتل ناصر الدین ملزم کا بیان ساکہ آباد ۱۶ ستمبر کچہری کے قتل کے مقدمہ میں ملزم نے جس کا نام ناصر الدین ہے بیان کیا ۔ کہ ۲۶ اگست میں نے مسٹر ولوبی کو تلوار سے قتل کیا ۔ وجہ قتل یہ ہے ۔ کہ آجکل تمام انگریز اسلام کے دشمن ہو رہے ہیں انہوں نے مقامات مقدسہ پر قبضہ کر لیا ہے ۔ اور انہوں نے حضور خلیفۃ المسلمین سے جبراً عہد نامہ ٹرکی پر دستخط کرائے ہیں ۔ اس دن سے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے ۔ کہ ہر ایک عیسائی کو جہانتک اس سے ممکن ہو سکے قرار واقعی سزا دے ۔ چنانچہ انہیں خیالات نے مجھے مسٹر ولوبی کے قتل پر آمادہ کیا تھا ۔ چونکہ مسٹر ولوبی ضلع کے ڈپٹی کمشنر تھے ۔ اس لئے میں نے بسم اللہ انہی سے کی ۔ اس کے بعد میرا خیال تھا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس پھر لائن انسپکٹر اور پھر دیگر انگریزوں کو قتل کروں ۔

دوسرے ملزم کا بیان دوسرے ملزم بشیر نے کہا ۔ کہ میں نے بھی مسٹر ولوبی کو قتل کیا ہے ۔ عید الفطر کے بعد سے قتل کی سازش ہو رہی تھی ۔ عید قربان کے دن ہم سب نے نماز عید جمعہ مسجد میں ادا کی اور اس کے بعد ایک مختصر سی مجلس منعقد ہوئی ۔ جس میں ڈپٹی کمشنر ۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور منیجر کو قتل کرنے کی تجویز قرار پائی ۔ اسی دن ناصر الدین نے دو سبز نشان لگائے جن سے جہاد کی یاد تازہ ہوتی تھی ۔

تاوان کے متعلق وزیر ہند پر دعویٰ کرنے کی تیاری نہل والوں سے جو تاوان وصول کیا جا رہا ہے ۔ سنا ہے ۔ اسکے متعلق وزیر ہند پر دعویٰ کرنے کی دہلی میں تیاریاں ہو رہی ہیں اور لالہ شیشر ناتھ وکیل نے اعلان بھی کر دیا ہے ۔ کہ وہ دیوانی میں دعویٰ دائر کرینگے ۔

کالا بخار دار جلنگ کی اطلاع ہے ۔ کہ دوار میں کالا آزار پھر پھیل گیا ہے ۔

یورپین ایسوسی ایشن اور قتل مسٹر ولوبی سکرٹری یورپین ایسوسی ایشن کلکتہ نے ہز اکسیلینسی وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری کو ایک چٹھی لکھی ہے ۔ جس میں مسٹر ولوبی کے قتل کے حادثہ پر نہایت ہول ظاہر کیا ہے ۔ اور لکھا ہے ۔ کہ یہ جرم اس پروپیگنڈا کے ماتحت عمل میں آیا ہے جو قانون کی عدم تعمیل میں ہو رہا ہے ۔ اور مشورہ دیا ہے ۔ کہ اس ایجی ٹیشن کو دبانے میں جو سخت تدابیر عمل میں لائی جائیں گی پبلک ان کی تائید کریگی ۔

یورپین ملازمین کی ہڑتال ۔ جمشید پور ٹاٹا کے کارخانہ آہن کے یورپین ملازمین نے سٹرائیک کر دی ہے ۔ ہندوستانیوں کی مدد سے کام جاری ہے ۔

کانگریس سے علیحدگی ترک اتحاد عمل کے خلاف اظہار ناراضگی کے طور پر مسٹر ایس کستوری رنگا آئینگر اڈیٹر ہندو ۔ رائے رنگاسی آئینگر مسٹر ایس ستیامورتی نے مدراس کی کانگریس کمیٹی میں اپنے اپنے استعفے پیش کر دیئے ہیں ۔

عراق عرب کو فوج قریباً ایک ہزار فوجیوں کی دو سپیشل گاڑیاں ہوڑہ سے ۱۳ ۔ کو بعزم عراق بمبئی کو روانہ ہو گئی ہیں ۔

مسٹر شاستری کے رزولیوشن نامنظور فسادات پنجاب کے متعلق مسٹر شاستری جو رزولیوشن وائسریگل کونسل میں پیش کرنیوالے تھے ان کے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ مسٹر شاستری نے اس کے جواب میں سکرٹری کو لکھا ہے ۔ کہ ہز اکسیلینسی کے اس فیصلہ سے میرے دل کی ایسی حالت ہو گئی ہے ۔ کہ میں دوسرے رزولیوشن بھی پیش کرنا درست خیال نہیں کرتا ۔ اس لئے وہ بھی واپس لئے گئے تصور کریں ۔ مسٹر سنہا مسٹر چاندا ۔ مسٹر آئینگر ۔ مسٹر کھاپرڈے نے بھی اظہار ناراضی کیلئے سکرٹری کونسل اور وائسرائے کو چٹھیاں لکھیں ۔

جدید کونسلیں اور سرکاری ملازمین گورنمنٹ ہند کے مرتب کردہ نئے قواعد کے ماتحت تمام اعزازی عہدہ دار اور وہ عہدہ دار جو تمام وقت کے ملازم نہیں مجلس وضع قوانین میں منتخب ہونے کے حقدار ہونگے ۔ ضرورت کے وقت اس سوال کا فیصلہ کہ فلاں عہدیدار سارے وقت کا ملازم ہے یا نہیں گورنر جنرل با اجلاس کونسل کریں گے ۔

طلباء علیگڈھ کالج سے سیٹھ چھوٹانی کا خطاب دہلی ۱۶ ۔ ستمبر سیٹھ چھوٹانی صدر مرکزی خلافت کمیٹی و احمد حاجی صدیق کھتری صاحب نے کلکتہ سے دلی آتے ہوئے علیگڈھ کے اسٹیشن پر کالج کے طلباء نے خیر مقدم کیا ۔ سیٹھ صاحب نے ایک تقریر کی جس میں طلباء کو مخاطب کر کے کہا ۔ کہ مسلمانوں نے اپنے مذہبی مطالبات کو نہایت واضح الفاظ میں برطانی وزراء کے سامنے پیش کر دیا ہے مگر ان کے دلائل نہیں سنے گئے اور وفد خلافت بھیجا گیا تھا بے نیل مرام واپس آ رہا ہے ۔ ایسے واقعات اور حالات کی موجودگی میں

ممالک غیر کی خبریں

شورش آئرلینڈ

سرکاری ڈاک پر حملہ

لنڈن ۱۱ ستمبر کار سے ڈبلن کو جانیوالی گاڑی کو گذشتہ رات مسلح بلوائیوں نے سرخ لیمپ دکھا کر روک لی۔ ڈرائیوروں اور سارجنٹوں کو پکڑے رکھا۔ اور بظاہر سرکاری خطوط کے حصول کی غرض سے خطوں کی ایک بڑی مقدار لے گئے۔

لارڈ میئر کی ابتر حالت

لنڈن ۱۲ ستمبر ہفتہ کی شام کا ایک بلیٹین مظہر ہے۔ کہ لارڈ میئر کی حالت اچانک غش کھا جانے سے ابتر ہو گئی ہے۔

السٹر کے لئے انڈر سکرٹری

لنڈن ۱۳ ستمبر آئرلینڈ کیلئے ایک نے انڈر سیکرٹری حال میں مقرر ہوگا۔ السٹر کے جملہ امور کے تمام معاملات کی سرانجام دہی اسی کے سپرد ہوگی۔

آئرلینڈ میں اسلحہ

لنڈن ۱۳ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ آئرلینڈ کی پولیس طرز جدید کی رائفلوں اور ریوالوروں سے پھر مسلح کی جا رہی ہے۔ ایک سرکاری جہاز سے بلفاسٹ میں بندوقیں اور پستول اتارے گئے۔

آئرلینڈ کیلئے حکومت خود اختیاری

لنڈن ۱۴ ستمبر ٹائمز کا نامہ نگار مقیم ڈبلن رقمطراز ہے۔ کہ گذشتہ تین ہفتے سے اعتدال پسند لیڈروں اور بارسوخ سن فینروں کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی ہے۔ کہ آئرلینڈ کو حکومت برطانیہ کے ماتحت کامل حکومت خود اختیاری دی جائیگی۔ یہ گفت و شنید ایک امید افزا حالت تک پہنچ گئی ہے لیکن اگر لارڈ میئر قید خانہ میں مر گیا۔ تو سب کوشش اکارت جائیگی۔

عراق عرب

برطانی قیدی چھڑا لئے گئے

بغداد ۹ ستمبر ایک فوجی دستہ نے آج سارابان کی طرف پہنچ کر شہر پر بغیر کسی مزاحمت کے قبضہ کر لیا۔ اور چند ہندوستانی قیدی چھڑا لئے گئے۔

محصور فوج کو سامان پہنچانے کی کوشش

لنڈن ۹ ستمبر نظارت جنگ نے اعلان کیا ہے۔ کہ مختلف رقبوں میں چھوٹی چھوٹی جنگی کارروائیاں عمل میں آئیں۔ دریائے فرات کے زیریں علاقے میں جو ہوائی جہاز سماوا پر ہوائی تجسس کر رہے تھے۔ ان پر سخت گولہ باری ہوئی۔ انہوں نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ ہوائی جہاز طبی ضروریات کی اشیا اور نقدی محصور فوج پر پھینکنے میں کامیاب ہوگئے۔ نیز انہوں نے ایک جہاز گرین فلائی پر جو منقطع ہو گیا تھا۔ سامان رسد پھینکا۔

عربوں کی سرگرمیاں اور کئی حملے

بغداد ۱۰ ستمبر۔ سماوا پر باغیوں نے بموں سے مسلح ہو کر رات کے وقت کئی حملے کئے۔ جو پسپا کئے گئے۔ باقوبہ اور حمرابن کے درمیان ابوجبار میں خبر ہے۔ کہ گذشتہ رات ہماری ایک چوکی پر ایک زبردست مگر ناکام حملہ کیا گیا۔

سامرہ کی سٹیشن پر حملہ

۱۱ ستمبر کو باغیوں نے سامرہ کے ریلوے سٹیشن پر ایک زبردست حملہ کیا۔ جو نو گھنٹہ کے بعد پسپا کیا گیا۔

سماوا کی محصور فوج

طہران ۱۵ ستمبر۔ سماوا کی محصور فوج کی تعداد ۵۰۰ ہے۔ اور اس کے پاس رسد قریب الختم ہے۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ اس کے لئے ناصرہ سے ایک کمکی دستہ فوج آئندہ ہفتہ روانہ ہوگا۔

سامرہ کے گرد عربوں کا اجتماع

بغداد کا تار ۱۱ ستمبر مظہر ہے۔ کہ سامرہ کے اردگرد عربوں کا اجتماع ہو رہا ہے۔ مگر ابھی تک شہر پر کوئی حملہ نہیں ہوا۔

متفرق خبریں

پریذیڈنٹ فرانس کے استعفیٰ کی افواہ

پیرس کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ پریذیڈنٹ ڈسچانیل کے استعفیٰ کی افواہ پھیل رہی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان کی صحت بہت خراب ہو گئی ہے۔

انگلستان کی ایک اخبار کو بولشویکی امداد

اخبار ڈیلی ہیرلڈ لنڈن نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اس کے ایک ڈائرکٹر مسٹر مینیل کو بولشویکوں نے ۷۵ ہزار پونڈ کی رقم پیش کی ہے۔ اخبار مذکور نے ناظرین کو مشورہ دیا تھا۔ کہ یہ رقم منظور کر لینی چاہئے۔ ورنہ قیمت دو چند کرنی پڑیگی۔ لیکن اخبار کے حصہ داروں نے جلسہ کر کے اس رقم کا لینا نامنظور کر دیا۔ اور مسٹر مینیل علیحدہ ہو گیا۔

موسیو کلیمنشیو ہندوستان میں

موسیو کلیمنشیو سابق وزیر اعظم اور پریذیڈنٹ صلح کانفرنس ۲۰ ستمبر کو عازم سنگاپور ہوں گے۔ اور وہاں سے ہندوستان میں آئینگے اور ملکی حالات کا مطالعہ کر کے گورنمنٹ برطانیہ کو مشورہ دینگے۔

بالشویکی کانگریس کیلئے ہندوستانی نمائندوں کی سرگرمیاں

لنڈن ۱۰ ستمبر باکو کی مسلمان بالشویکوں کی کانگریس کا ابھی تک افتتاح نہیں ہوا۔ لیکن عنقریب جلسہ ہونے والا ہے۔ ہندوستانی قائمقام جو ماسکو میں ہیں۔ بڑی سرگرمی سے کانگریس کو فروغ دے رہے ہیں۔

جرمنی سامان حرب تباہ کر رہا ہے

لنڈن ۱۰ ستمبر ریوٹر کو سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ جرمن کی حکومت معاہدہ صلح کی رو سے اپنا سامان حرب تباہ کر رہی ہے۔ ستائیس ہزار توپیں اس وقت تک تباہ کر دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ اس وقت تک پچیس ہزار کلدار توپیں بھی تباہ کر دی گئی ہیں۔ تیرہ لاکھ شل کے گولے اور چودہ لاکھ بندوقیں تباہ کر دی گئی ہیں۔ تیس لاکھ کارتوس بھی تباہ کر دیئے گئے ہیں۔

اسلحہ بردار جہاز نہر کیل سے نہ گذر سکینگے

برلن ۱۱ ستمبر۔ جرمن حکومت نے نہر کیل کے حکام کو حکم دیدیا ہے۔ کہ کسی ایسے جہاز کو نہر سے نہ گذرنے دیا جائے۔ جو بحر شمالی سے بحر بالٹک میں سامان حرب لے جا رہا ہو۔

بخارا پر بولشویکی قبضہ

ایک سرکاری اطلاع شایع ہوئی ہے کہ شمال مغربی افغانستان۔ خراسان اور ٹرمینس کیسپین میں خبر پھیل رہی ہے۔ کہ بالشویکوں نے بخارا پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور امیر کو معزول کر کے فرار ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ اور بخارا میں جس قدر افغان تھے۔ سب کو قید کر لیا ہے۔

انارکسٹ مہاجرین

مہاجرین کے پہلے قافلہ کے بانوے آدمیوں میں سے سات آدمیوں کو امیر صاحب نے ترکستان بھیجا تھا۔ بالشویک افسران کو ترکستان میں ہندوستانی انارکسٹوں کی طور پر تعلیم دے رہے ہیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)